بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جرعات

متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کی قریبی زمانے کی تاریخ سے جن لوگوں کو دلچسپی ہے، ان کو معلوم ہے کہ تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں شمالی ہند میں مغلوں کی حکومت کو انگریزی ریشہ دوانیوں اور سکھوں کی چیرہ دستیوں سے بچانے اور صحیح اسلامی حکومت ـــــ خلافۃ علی منہاج النبوۃ ـــــ قائم کرنے کے لئے علمائے کرام کے معزز گروہ سے اگر کسی نے سر دھڑ کی بازی لگادی تھی تو وہ مولانا محمد اسماعیل شہید اور آپ کے پیرو مرشد حضرت سید احمد شہید، پھر ان کے متوسلین و مسترشدین ہی تھے ـــــ!

توحید و سنت کی اس عاشق جماعت نے تحریک کو ایک طرف اندرونِ ملک میں منظم کیا۔ امکانی حد تک اس کی تنظیم و تبلیغ کو وسعت دی اور دوسری طرف سرحد پر عملی طور پر جہاد بالسیف کا معرکہ گرم کر دیا۔ بالاکوٹ کے میدان میں ان دو بزرگوں کی شہادت (۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) کے بعد ان کے جانشینوں نے اسی نہج پر اسلامی جہاد ایک صدی سے زیادہ عرصے تک جاری رکھا تا آنکہ انگریز یہاں سے جانے پر مجبور ہو گیا اور مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نے موقع دے دیا کہ وہ اسی خطے پر خلافت اسلامی قائم کر سکیں، جس میں بالاکوٹ کی شہادت گاہ واقع ہے۔

امرِ واقعہ یہ ہے، کہ جن لوگوں نے اس مقدس دعوت کو لبیک کہا اور پھر آنے والے ہر دور میں ہر قیمت پر اس کو سینے سے لگائے رکھا، وہ حضرات اہل حدیث تھے، جن کو انگریز کی شیطنت نے "وہابی" کا خطاب عنایت کیا تاکہ "اہلِ تقلید" بدک کر اس تحریک کے مخالف ہو جائیں، یا کم از کم اس سے الگ رہیں، چنانچہ انگریز بہادر کی یہ چال کامیاب ہوئی، اور "اہل تقلید" حضرات من حیث الجماعۃ اس تحریک جہاد سے الگ رہے بلکہ بعض دفعہ مختلف عنوانوں سے اس دینی تحریک کی مخالفت میں نمایاں حصہ لیا گیا ـــــ!

وجہ یہ ہوئی کہ اس دعوت اصلاح و جہاد کی فکری بنیاد تقلیدی جمود کو توڑنے اور قرآن و حدیث سے بواسطہ اصحاب الحدیث اخذ و استفادہ کرنے اور ان پر عملی زندگی کو استوار کرنے پر تھی۔ اس لئے قدرتی طور پر پوری دلجمعی سے وہی شخص اس میں کام کر سکتا تھا جو اس بنیادی فکر کو قبول کرے اور ظاہر ہے، کہ "اصحابِ تقلید" بزرگ ایسا نہیں کر سکتے تھے ـــــ!

یہ بات حضرت سید احمد شہید کے بعض ملفوظات سے ظاہر ہے جنہیں صراط مستقیم کے نام سے مولانا اسمٰعیل شہید نے مرتب کیا تھا جس میں فرمایا ہے۔

"در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام است بہتر و خوب است لیکن علم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را منحصر در علم یک شخص از مجتہدان نہ داند بلکہ علم نبوی منتشر در آفاق گردید بموجب مقتضیات وقت بہر کس رسیدہ و بعد ازاں کہ کتب مصنفہ شدہ جمعیت آں علوم ظاہر گشتہ پس در مسئلہ کہ حدیث صحیح غیر منسوخ یابد اتباع ہیچ مجتہد دراں نہ کند و اہل حدیث را مقتدائے خود شناسد و بہ دل محبت ایشاں دارد و تعظیم ایشاں لازم شمرد کہ حاملان علم پیغمبر اند ..... و مقلدان تعظیم و توقیر مجتہدان بخوبی مے دانند محتاج آگاہی براں نیستند (صراط مستقیم ص ۲۹ مجتبائی)

خود مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ نے مواضع ثلاثہ میں رفع الیدین کے مسنون ہونے کے اثبات میں جو کتاب لکھی اس میں صاف صاف لکھ دیا کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصریحة الدالة علی خلاف قول الامام المقلد (تنویر العینین ص ۳۸ طبع دہلی)

اس تعلیم و تربیت کا یہ اثر تھا کہ یہ جماعت جذبہ جہاد کے ساتھ ساتھ عمل بالحدیث کے جذبہ سے بھی سرشار تھی چنانچہ اس جماعت مجاہدین کی قیادت ملک کے اندر اور باہر ان ہی لوگوں کے ہاتھ میں رہی جو اہل حدیث کو اپنا مقتدا مانتے اور تقلید شخصی سے کنارہ کش رہے تھے یعنی صادق پوری خاندان ــ مولانا ولایت علی، مولانا عنایت علی، مولانا احمد اللہ، مولانا یحییٰ علی، مولانا عبد اللہ، مولانا عبد الکریم وغیرہم۔

یہ وہ لوگ تھے جو سیاست، معیشت، معاشرت، عبادات، معاملات سب میں بیک وقت قرآن و حدیث پر عامل تھے۔ جذبہ جہاد کی سرشاری، اس کے لئے ہمہ وقت تیاری، اور معرکہ کارزار کی گرم بازاری کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ ۱۸۳۱ء سے ۱۹۱۵ء قریباً ایک صدی تک انگریز اس سے خائف و لرزاں رہا۔ کیونکہ اندرون ملک اسی جماعت کی مخالف انگریز سرگرمیاں اور بیرون ملک مناسب موقع پر انکے حملے انگریز کیلئے سردردی کا باعث بنے ہوئے تھے!

صادق پوری خاندان کے زیر اثر نواب صدیق حسن صاحب، اور مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی کے متوسلین و تلامذہ ــ بعض نے فکری طور پر، اور بعض نے عملی طور پر ــــ اس تحریک جہاد و قیام نظام اسلامی کو زندہ رکھا اس کے ثبوت میں حضرت نواب صاحبؒ کی تالیفات، اور حضرت میاں صاحب دہلویؒ کے تلامذہ ــ علمائے حدیث دہلی، دکن، بہار، پورب (مشرقی ہند) بنگال و پنجاب وغیرہم ـــــ!

پنجاب میں مسلک اہلحدیث کی اشاعت زیادہ تر، خاندان غزنویہ، خاندان لکھویہ، اور مولانا حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی کے ذریعے ہوئی اور یہ سب تحریک سے کسی نہ کسی طرح وابستہ تھے۔

اس داستان سرائی کی ضرورت آج اس لیے پڑی کہ معزز معاصر نوائے پاکستان" مجریہ یکم ستمبر ۱۹۵۷ء میں مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی مرحوم کا بلاضرورت ایک" اکتشافی" خط شائع کیا گیا ہے جس میں موصوف کی طرف یہ الفاظ منسوب ہیں۔

" ایک بات کہتے کہتے مجھے ڈر بھی لگتا ہے۔ مگر حقیقت حال کو چھپایا بھی نہیں جا سکتا کہ اہلحدیث کے نام سے جو تحریک مدراس سے شروع ہوئی تھی، اس کا مقصد بھی اس وہابی تحریک کو ختم کرنا تھا جس کو حضرت سید احمد شہید اور حضرت اسمٰعیل شہید نے شروع کیا تھا جس کا مقصد ہندوستان کو انگریزی اقتدار سے پاک کرنا تھا"

نہایت ادب سے عرض ہے، کہ یہ افسانہ طرازی واقعات سے سراسر ناواقفیت یا کسی مخفی جذبہ کی تسکین پر مبنی ہے، اس تاریخی حقیقت کی کوئی کیسے تکذیب کر سکتا ہے کہ پنجاب کی سرحد پر انگریز اور اس کے پروردوں سے لڑائیاں صرف اہل حدیث نے لڑی ہیں اور اسی جماعت نے انگریز کو ہمیشہ پریشان رکھا، ہم پوچھنا چاہتے ہیں، کہ یہ مولانا ولایت علیؒ، یہ مولانا عنایت علیؒ یہ مولانا عبد اللہؒ یہ مولانا عبد الکریم کون تھے، گلاب سنگھ (بانی ریاست کشمیر) کو کس نے شکست دے کر انگریزوں کی پناہ لینے پر مجبور کیا تھا؟ یہ کون لوگ تھے، جن پر ۱۸۶۴ء میں مقدمے چلائے گئے۔ کیا اس کا نام وہابی تحریک کو ختم کرنا تھا، پھر بہت سے حضرات کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض ہے کہ جس جماعت کو ہمارے ملک میں انگریز کی نوازش سے" وہابی کا خطاب دیا گیا، وہ اہل حدیث ہی ہے، یہ جماعت نیچے سے اوپر تک مسلمانوں کی اصلاح چاہتی تھی۔ اس لیے اس کو اگر ایک طرف اسلامی نظام قائم کرنا تھا تو دوسری طرف ایسی تربیت بھی کرنا تھی، جس کے بعد وہ اسے چلا بھی سکیں، اس لیے ان کو تبلیغ، تدریس، بیعت وارشاد، کے سب سلسلوں کو ایک ساتھ چلانا پڑا لیکن جماعت من حیث الجماعت ایک دن کیلئے بھی اصل مقصد۔ انگریز کو نکال کر خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کے مقصد سے غافل نہیں ہوئی، اور یہ امتیاز صرف اسی کو حاصل ہے۔ وللہ الحمد

ہاں اس سلسلے میں بعض لوگوں کو مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز عمل سے غلط فہمی ہوئی ہے، اس پر اور مذکورہ خط کے دوسرے حصے پر گفتگو ہم آئندہ اشاعت میں کریں گے انشاء اللہ۔